106513 ـ ایك بیوی کی باری کی رات یا دن دوسری بیوی کے پاس جانا

سوال

کیا دوسری بیوی کی باری کے دن خاوند پہلی بیوی کے حالات کا اطمنان کرنے جا سکتا ہے کیونکہ وہ مریض ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جس بیوی کی باری ہو اس کے گھر سے نکل کر کسی دوسری بیوی کے گھر جانے میں تفصیل پائی جاتی ہے:

ا ـ اگر دن کے وقت نکلا جائے اور تقسیم رات کی ہو تو پھر ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے، مثلا وہاں سامان وغیرہ دینا، اور اسے اخراجات دینا اور اس کی خبر گیری کرنا اور تیماری داری کرناوغیرہ کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم میں ہمارے پاس ٹھرنے میں کسی ایك کو بھی فضیلت نہ دیتے تھے، اور روزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے پاس آتے اور ہر ایك کے قریب ہوتے لیکن اس سے جماع نہ کرتے، حتی کہ جس عورت کی باری ہوتی اس کے گھر پہنچ جاتے.

جب سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالی کی عمر زیادہ ہو گئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑنا چاہا تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری باری عائشہ کے لیے ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ قبول کر لیا "

سنن ابو داود جدیث نمبر(2135) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے حسن صحیح قرار دیا ہے.

اور خاوند کے لیے جائز ہے کہ وہ جب کسی دوسری بیوی کے پاس جائے تو جماع کے بغیر استمتاع کر سکتا ہے؛ کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کے علاوہ دوسرے دنوں میں میرے پاس آتے اور مجھ سے جماع کے علاوہ باقی سب کچھ حاصل کرتے "

علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (2023) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

خاوند كو چاہيے كہ وہ ايك بيوى كى بارى والے دن دوسرى بيوى كے پاس جائے تو زيادہ دير مت ٹھرے، اوراگر وہ اس كے پاس زيادہ دير ٹھرے گا تو بارى كى قضا كرنا ہو گى.

ب - ليكن رات كے وقت كسى دوسرى بيوى كے پاس جانا جائز نہيں صرف ضرورت كے وقت ايسا ہو سكتا ہے، مثلا بيمار ہو يا پھر درد كى شدت اور جلنے اور ڈاكے وغيرہ كا ڈر ہو تو جائے اور جلد واپس آ جائے ليكن اگر وہ زيادہ دير رہے تو پھر بارى كى قضا كرنا ہو گى.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" بيوى كى بارى كے وقت ميں اس كى سوكن كے پاس جانے كا مسئلہ: اگر تو رات كے وقت ہو تو ايسا كرنا جائز نہيں ليكن ضرورت كى حالت ميں جائز ہو گا مثلا بيوى موت و حيات كى كشمكش ميں ہو اور خاوند اس كے پاس جانا چاہتا ہو، يا پھر بيوى نے اس كى وصيت كى ہو، يا اس كے بغير كوئى چارہ نہ ہو اگر وہ ايسا كرے اور وہاں دير ٹھرے بغير واپس آ جائے تو قضا نہيں، ليكن اگر وہ وہيں رہے حتى كہ وہ تندرست ہو جائے تو دوسرى بيوى كى بارى ميں اتنى دير ہى رات كو اس بيوى كے پاس رہے گا.

اور اگر وہ بغير كسى ضرورت كے جاتا ہے تو گنہگار ہو گا اور قضا ميں حكم يہ ہے جيسا كہ اگر ضرورت كى بنا پر جاتا ہے تو تھوڑے سے وقت كى قضا كا كوئى فائدہ نہيں.

ليكن اگر كسى دوسرى بيوى كى بارى ميں دن كے وقت اور بيوى كے پاس جائے تو ضرورت كى بنا پر جائز ہے، مثلا اخراجات دينے يا بيمارپرسى كرنے يا كسى كام كے متعلق دريافت كرنے، يا پھر زيادہ دير ہو گئى ہو تو ملنے جا سكتا ہے.

اس كى دليل عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا كى يہ حديث ہے وہ بيان كرتى ہيں:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم ميرى بارى كے علاوہ دن ميرے پاس آيا كرتے تھے اور جماع كے علاوہ سب كچھ حاصل كرتے "

اور جب وہ بارى كے علاوہ دوسرى بارى كے پاس جائے تو اس سے جماع مت كرے، اور نہ ہى اس كے پاس زيادہ دير رہے كيونكہ اس سے رہنا حاصل ہوتا ہے اور وہ اس كى مستحق نہيں كيونكہ بارى كسى اور كى ہے، اور اگر وہ زيادہ دير رہے تو قضاء كريگا " انتہى

ديكھيں: المغنى (7 / 234) اختصار كے ساتھ.

اس بنا پر اگر خاوند بارى كے علاوہ كسى اور بيوى كے گھر دن كے وقت جائے جيسا كہ آپ نے بيان كيا ہے كہ اس

بیوی پر مطمئن ہونے کے لیے اور حالات معلوم کرنے کے لیے تو اس میں خاوند پر کوئی گناہ نہیں، لیکن اسے وہ بغیر ضرورت زیادہ نہیں ٹھرنا چاہیے.

اور اگر رات کے وقت جائے تو بغیر ضرورت ایسا کرنا جائز نہیں مثلا دوسری بیوی زیادہ شدید مریض ہو یا پھر جس کی باری ہے اس سے اجازت لے کر جائے، اور اگر وہ اس کے پاس زیادہ دیر رہے تو اسے چاہیے کہ اس کی باری میں بھی رات کو اتنا وقت دوسری بیوی کے پاس بسر کرے.

واللہ اعلم .